www.novelsclubb.com
گمان از قلم طیبہ رفیق
ناولز کلب

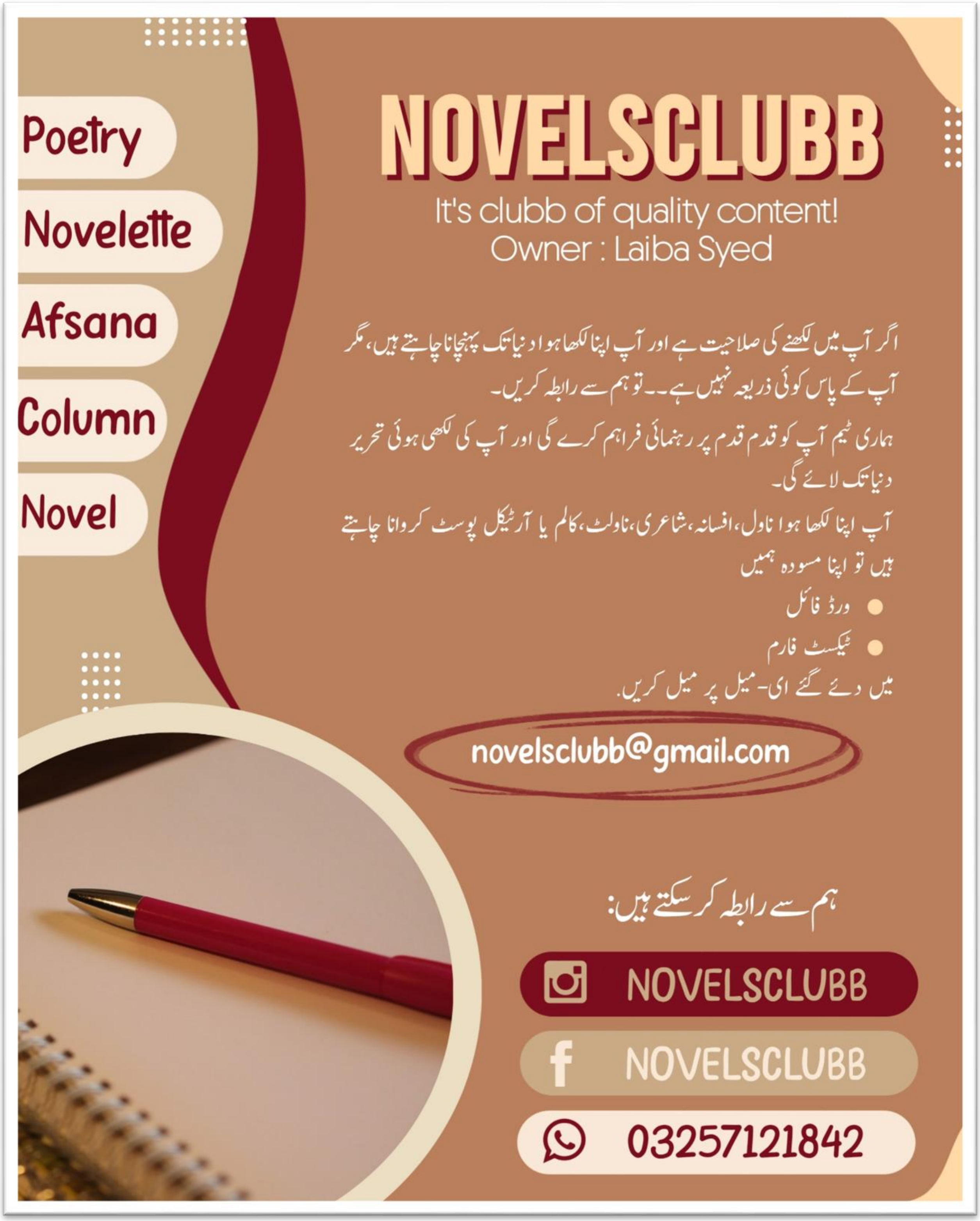
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

گمان

از قلم

طیبہ رفیق

www.novelsclubb.com

قسط نمبر 6

وہ ابھی سوچوں میں گم تھی جب ارجمند اندر داخل ہوا اس کے چہرے سے پریشانی صاف ظاہر تھی۔

"آئیے برخوردار ہم آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے۔"

ایک نظر ارجمند پر ڈالے وہ پھر سے ناشتہ کرنے لگے۔

ارجمند سلام کر کے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا اور بے دلی سے ناشتہ کرنے لگا۔ ناہید بیگم نے اس کی خاموشی کو محسوس کیا تھا وہ عموماً ایسے نہیں رہتا تھا وہ بچپن سے اسے جانتی تھیں

"کچھ ہوا ہے؟؟"

وہ اس سارے عرصے میں پہلی بار بولی تھیں۔ باپ بیٹی کے ہوتے ہوئے وہ خاموش ہی رہتی تھیں کیونکہ انہیں موقع ہی نہیں ملتا تھا وہ دونوں آپس میں ہی باتیں کرتے رہتے تھے۔

"ہاں بھئی تم بس اپنے ابا سے ہی باتیں کرو مجھے کون پوچھتا ہے یہاں"

وہ اکثر مصنوعی ناراضگی دکھاتیں تو نورا انہیں گلے لگا کر منانے کی کوشش کرتی۔

"نن۔۔۔ نہیں کچھ بھی نہیں ہوا"

ارجمند اچانک سوال پر بوکھلا ہی گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

بیٹا کوئی پریشانی ہے تو بتاؤ میں رات سے دیکھ رہی ہوں کچھ ڈسٹرب لگ رہے ہو"۔

ان کی بات سن کر ارجمند گڑبڑا گیا۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بس ایک دوست سے رابطہ نہیں ہو پا رہا"۔

ارجمند نے آرام سے جواب دیا۔

"ہمم اچھا۔۔۔۔ چلیں کوئی بات نہیں ہو جائے گا رابطہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

ناہید بیگم نے تسلی دی تو وہ بس سر ہلاتا گیا۔

ناہید بیگم نے آنکھوں آنکھوں میں ریاض صاحب کو اشارہ کیا تو انہوں نے ہاتھ کھڑے کر دیے جیسے کہہ رہے ہوں" بھئی تمہاری مرضی ہے جو بھی کرو میں نہیں ابھی اس معاملے میں پڑنے والا"

ناہید بیگم نے گھور کر انہیں دیکھا پھر گلہ کھنکارا۔

ارجمند نے پلٹ کر انہیں دیکھا

"کوئی بات کرنی ہے ممی؟"

"ہمم۔۔۔وہ۔۔۔۔ارجمند بیٹا۔۔۔۔"

"کیا بات ہے ممی؟؟؟اتنا جھجھک کیوں رہی ہیں"

"مام آپ سے آپ کی شادی کے بارے میں بات کرنا چاہ رہی ہیں"

نور جو کافی دیر سے خاموش بیٹھی سب دیکھ رہی تھی اس سے رہا نہ گیا تو بول پڑی۔

ناہید بیگم کی گھورتی آنکھوں نے اسے بریک لگائی تھی ورنہ تو وہ ابھی رشتہ بھی کروا ہی لیتی

۔۔۔۔۔(افففف باتونی لڑکی)

اس کے اچانک کہنے سے ارجمند کو اچھو لگ گیا۔

"اوو سنبھل کے بیٹا"

ریاض صاحب نے پانی آگے بڑھایا

"تمہیں مائرہ کیسی لگی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جب وہ تھوڑا سنبھل گیا تو ناہید بیگم نے پوچھا۔

"اچھی ہے ممی لیکن۔۔۔۔۔"

"لیکن کیا؟؟؟؟ تمہیں کوئی اور پسند ہے؟؟؟؟"

ناہید بیگم نے اس کی بات مکمل بھی نہیں ہونے دی۔

ارجمند نے ایک نظر نور کو دیکھا پھر نفی میں سر ہلا دیا

"ممی مجھے ابھی شادی نہیں کرنی مجھے کچھ وقت چاہیے"

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے ابھی نہ کرنا شادی لیکن ہم ابھی ہلکا سا فنکشن تو کر سکتے ہیں نا منگنی کا"

"یہ منگنی وغیرہ یو نو مجھے عجیب لگتا یہ سب ابھی کچھ بھی نہیں میں آپ کو بتاؤں گا نا۔۔۔"

"کتنا وقت چاہیے؟؟"

ناہید بیگم تو آج ہاں کروا کے ہی جان چھوڑ تیں ناشتہ ہو چکا تھا اب سب اٹھ کر لاؤنج میں صوفوں پر بیٹھے تھے۔

ارجمند نے ہاتھ سے کنپٹی کو مسلا اور مدد طلب نظروں سے نور کو دیکھا نور نے کندھے اچکا دیے۔

بیٹا کتنا وقت چاہیے آپ کو "اس بار ریاض صاحب بولے تھے۔"

"مجھے ابھی جاب۔۔۔۔۔"

جاب کی کیا ضرورت ہے اتنا بڑا بزنس ہے ہمارا وہ کون سنبھالے گا وہ میں کس کے لیے اتنی" محنت کر رہا ہوں۔۔۔نور کہاں بزنس کرے گی اور میری تو اب عمر ہو گئی ہے مجھ سے زیادہ "کام نہیں ہوتا تم کل سے آفس آؤ کام سمجھو اور کام پہ لگ جاؤ

لو جی یہ بہانہ بھی گیا۔۔۔ارجمند صرف سوچتا رہ گیا۔وہ ہر طرف سے پھنس چکا تھا۔

"اچھا۔۔۔اوکے۔۔۔اوکے کر لوں گا شادی۔۔۔"

اووووووووو"نور ہوٹنگ کرتے ہوئے صوفے پہ اچھلی۔"

ناہید بیگم نے آگے بڑھ کر ارجمند کے ماتھے پہ بوسہ دیا اور مائرہ کے گھر کال کرنے کا کہہ کر اٹھ گئیں انہیں فوراً ہی رشتہ لے کر جانا تھا سو وہ دن ڈیسائڈ کرنے چلی گئیں۔

ریاض صاحب ارجمند کو آفس کے بارے میں بتانے لگے نور وہاں بور ہونے لگی تھی سو وہ اندر کمرے میں آ گئی۔

کمرے میں آتے ہی وہ بلاارادہ ہی کھڑکی میں کھڑی ہو کر سامنے والے بنگلو کو دیکھنے لگی جہاں سے کچھ ہی دیر بعد وہ اپنی ہیوی بائیک وہ باہر نکلتا ہوا دکھائی دیا نور کا دل زور سے دھڑ کا جانے کیا تھا ایسا اس لڑکے میں جو وہ اس کی طرف کھنچتی چلی جا رہی تھی۔

....

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس تو بس کافر ہی ہوتے ہیں۔

سورہ یوسف کا تدبر جاری تھا گلابی سٹول چہرے کے گرد گول لپیٹا ہوا تھا۔ وہ مدرسے میں داخل ہوتے ہی نقاب اتار دیتی تھی یہاں کوئی بھی میل سٹاف یا اسٹوڈنٹ نہیں تھا سب فی میلز تھیں۔ وہ باقی سب طالبات کے ساتھ بیٹھی معلمہ کو سننے میں محو تھی۔ معلمہ کی آواز دل کو سرور پہنچا رہی تھی۔ اللہ کے قریبی لوگ جب بولتے ہیں تو ان کا کہا ہر لفظ دل میں اترتا ہے۔ روح تک کو سکون مل جاتا ہے۔

"آپ کو پتا ہے اللہ کے رحم کا یقین چھوڑ دینا حرام ہے۔ یہ حرام ہے کہ اللہ کے رحم سے مایوس ہو جائیں۔ یہ حرام ہے کہ آپ اللہ پر توکل چھوڑ دیں۔ یہ حرام ہے کہ آپ گناہ کرنے کے بعد یہ سوچیں کہ اللہ معاف نہیں کرے گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بے اختیار اوپر کو مڑی

)اووووووواللہ میں۔۔۔۔میں تو مایوس ہو گئی تھی(

آپ نے اپنے رب کے بارے میں ایسا گمان کبھی نہیں رکھنا کبھی" بھی نہیں۔۔۔اللہ کی رحمت نے کائنات کی ہر شے کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔اگر کبھی آپ کے دل سے اللہ کی رحمت کا یقین اٹھ جائے تو یہ شیطان کی طرف سے آپ پہ وار ہو گا آپ نے اس وار کو ناکام بنانا ہے آپ نے اپنے نفس پہ قابو رکھنا ہے

"آپ اللہ کی رحمت کے سائے میں ہیں ہمیشہ آپ کو امید نہیں چھوڑنی مایوس نہیں ہونا

ہر ایک بات دل میں اتر رہی تھی

"جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے ہمت نہیں ہاری تھی جس طرح انہوں نے اللہ پہ بھروسہ کیا تھا۔ جس طرح انہوں نے حالات کا مقابلہ کیا تھا ٹھیک ویسے ہی ہمیں بھی کرنا ہے۔ ہمیں بھی اللہ پر بھروسہ کبھی نہیں چھوڑنا اللہ کے ساتھ جڑے رہنا ہے"

"آپی جان اگر ہم سے ماضی میں گناہ ہو گئے ہوں ایسے گناہ جن کی معافی ہی نہ ہو۔۔۔ پھر کیا کریں"۔

کسی طالبہ نے سوال کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہم انسان بھی کتنی جلدی اللہ سے گمان کر لیتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہو گی، ہماری توبہ قبول نہیں ہو گی۔ حالانکہ ہم سب اپنی ماضی کی دعاؤں کو جی رہے ہیں۔ وہی دعائیں جو ہم نے اپنے مشکل وقت میں مانگی تھیں اور تب ہمیں وہ قبول ہوتی نظر نہیں آئی تھیں۔ قرآن میں توبہ کی جتنی بھی آیات ہیں ان سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ مومن گناہوں سے تباہی نہیں

ہوتا بلکہ وہ تب تباہی کے دہانے پہ کھڑا ہوتا ہے جب وہ اپنے گناہ کو اوون کرتا ہے اپنے گناہوں کا دفاع کرتا ہے۔۔۔۔اسے غلط بات بھی صحیح لگنے لگتی ہے جب اس کا بھروسہ اللہ کی رحمت سے ختم ہو جاتا ہے وہ پھر گناہ کر کے توبہ کرنا چھوڑ دیتا ہے تب اس کا برا وقت شروع ہوتا ہے۔

لیکن اگر آپ نے توہ کر لی ہے اپنے گناہوں کو جسٹیفائی نہیں کرتے بلکہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہو اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہو تو اللہ بڑا غفور ہے کوئی بھی گناہ ایسا نہیں ہے جس کی آپ سچے دل سے معافی مانگو اور آپ کو معافی نہ ملے۔وہ اللہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دینے والا ہے۔"۔

وہ ایک لمحے کے لیے رکی تھیں۔سب غور سے ان کو سن رہے تھے کمرے میں مکمل خاموشی تھی۔وہ پھر سے گویا ہوئیں۔

ہمیں اپنے ماضی کو اتنی طاقت نہیں دینی چاہیے کہ وہ ہمارے حال اور مستقبل پر ایفیکٹ" کرے۔ مان لیں ماضی میں گناہ ہو گیا آپ اس گناہ پر نادم بھی ہوئے معافی بھی مانگ لی بس اب چھوڑ دیں ماضی کو آگے بڑھیں نیکیاں کریں آخرت کمائیں گناہوں سے بچیں روز اللہ کی طرف قدم بڑھائیں۔۔۔۔۔ یقین جانیں آپ اللہ کی جانب ایک قدم بڑھاتے ہیں نا تو اللہ آپ کی طرف دس قدم بڑھاتا ہے۔ اگر آپ اپنے ماضی کو لے کر ساتھ چلتے رہتے ہیں بس اسی کو سوچتے رہتے ہیں کہ ہم سے گناہ ہوا تو آپ خسارے میں رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال کے مطابق ہمارا فیصلہ کرنے والا ہے اگر ہمارا حال بہتر ہو گا تو اللہ تعالیٰ ہمارا انجام بہترین کرے گا

سورہ آل عمران میں اللہ نے فرمایا ہے

مگر وہ لوگ جنہوں نے اس کے بعد توبہ اور اصلاح کر لی تو بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ "

انہوں نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی پھر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"اس سے آگے انشاء اللہ ہم کل بات کریں گے"

وہ کمرے سے نکل گئیں سب اپنا سامان سمیٹنے لگے وہ بھی تھکے ہاتھوں سے اپنی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔اس کے ذہن میں ایک ایک لفظ گونج رہا تھا۔

وہ سامان سمیٹ کر باہر نکل آئی ہمیشہ کی طرح نقاب کیے ہاتھوں کو گلوز میں چھپائے بلیک عبایا پہنے وہ شہزادی لگ رہی تھی۔اس کی آنکھیں نقاب سے جھلک رہی تھیں جو بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔

باہر نکل کر وہ اسی درخت کی جانب قدم بڑھانے لگی جہاں وہ باباجی بیٹھتے تھے۔

"السلام و علیکم باباجی"

وہ سلام دے کر تھوڑے فاصلے پر بڑے سے پتھر پر بیٹھ گئی۔

"وعلیکم السلام پتر جی۔۔۔۔ کیا حال ہیں؟"

بابا نے خوش دلی سے جواب دیا آج وہ اچھے موڈ میں لگ رہے تھے۔

وہی سادہ سا حلیہ لمبا سا چوغہ ہاتھوں میں نگینے تسبیح کے دانے گرا رہے تھے۔

"الحمدللہ میں بہت اچھی ہوں"

وہ اپنے جواب سے خود ہی محفوظ ہو کر مسکرائی تھی اس کی مسکراہٹ بہت اچھی تھی لیکن ابھی اس مسکراہٹ کو کوئی دیکھ نہیں سکا تھا۔)وہ نقاب میں جو تھی(۔

www.novelsclubb.com

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ"

انہوں نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی۔

"کوئی الجھن ہے؟؟؟"

وہ مسکرا دی۔۔۔اسے اب ان کے صحیح اندازوں سے حیرت نہیں ہوتی تھی۔

"ایک بات پوچھنی تھی۔"

"ہمم؟"

"جب دوست دھوکا دے تو کیا کرنا چاہیے؟"

اس کی آنکھوں میں ایک سایہ سا لہرایا تھا

"وہ دوست ہی نہیں جو دھوکا دے"

جواب فوراً آیا تھا

www.novelsclubb.com

ہماری زندگی کا ایک بڑا حصہ اس کے ساتھ گزرا ہو ہر سکھ دکھ ساتھ دیکھا ہو اور پھر وہ ایک دن"
"آپ کو کسی کے کہنے پر آپ کو دھوکا دے تو؟

"میں اس کا جواب پہلے بھی دے چکا ہوں اگر آپ کو یاد ہو"
بابا نے اسے دیکھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا اس وقت واقعی اسے یاد نہیں تھا

ہماری زندگی میں جس کا جتنا حصہ ہوتا ہے وہ اتنا اہی ساتھ دے سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں یہ"
"سب بہانے ہوتے ہیں کہ کیوں کب کیسے دھوکا دے گیا چلا گیا وغیرہ وغیرہ

دل کو کیسے سمجھائیں پھر؟ آپ کا دوست آپ کے ساتھ وہ حرکت کرے جو کبھی دشمن بھی نہ"
"کرے پھر؟؟؟

وہ ایک لمحہ کے لیے رکی تھی۔ اس کی آواز میں درد تھا جیسے دل بہت دکھی ہو۔

اور۔۔۔اور اس وجہ سے آپ کے گھر والے آپ کے جاننے والے آپ کے چاہنے والے"
ان سب کی نظروں میں آپ قصوروار ٹھہرے ہوں تو کیا اس کو معاف۔۔۔معاف کر لینا
"چاہیے؟؟؟

"جی بلکل جتنا بڑا جرم ہوا اتنی ہی بڑی معافی اللہ کو پسند ہے"

مطلب اسے معاف کر لینا چاہیے؟؟ چاہے کتنا ہی نقصان کیوں نا ہوا ہو۔۔۔چاہے جتنا مرضی"
"دل ٹوٹا ہو؟؟؟

www.novelsclubb.com

"جی ہاں۔۔۔اس نے دوستی نہیں نبھائی تو آپ کو نبھانی چاہیے"

"آپ۔۔۔آپ نے کبھی کسی کو اپنے بڑے نقصان پہ معاف کیا ہے؟؟"

اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا

"ہاہاہا۔۔۔۔ میرے نقصان کا آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتی"

ان کی ہنسی میں بھی درد صاف ظاہر تھا۔

"کیوں؟؟؟ کیا اتنا بڑا نقصان تھا؟؟"

"میرا نقصان۔۔۔ نقصان نہیں تھا میری پوری زندگی تھی۔"

وہ زمین پہ دیکھتے ہوئے گہری سوچ میں گم نظر آرہے تھے جیسے انہیں اپنے سارے زخم ادھڑتے نظر آرہے ہوں

"آپ نے معاف کر دیا؟"

"ہاں اللہ کی رضا کے لیے"

"اچھھا"

وہ سوچنے والے انداز میں بولی تھی۔

وہ چپ چاپ وہاں سے اٹھ گئی وہ جانتی تھی ابھی کسی اور سوال کا جواب نہیں ملنے والا۔

باباجی ابھی تک زمین کو ناخن سے کھرچ رہے تھے۔وہ گھر کے لیے نکل چکی تھی اپنی گاڑی کو پارکنگ سے نکال کر جب وہ مڑنے لگی تو اسے اپنے سوال پر افسوس ہوا وہ بابا کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن وہ انجانے میں ہی سہی لیکن انہیں بہت ہرٹ کر چکی تھی۔۔۔ماضی کا غم جان لیوا ہوتا ہے اسی لیے تو کہا جاتا ہے

یادِ ماضی عذاب ہے یارب

چھین لے مجھ سے میرا حافظہ

www.novelsclubb.com

••••••••••••••••••••••••••••••

نتیجہ پھر وہی ہو گا

سنا ہے سال بدلے گا

پرندے پھر وہی ہوں گے

شکاری جال بدلے گا

بدلنا ہے تو سال بدلو

بدلتے کیوں ہو ہندسوں کو

مہینے پھر وہی ہوں گے

سنا ہے سال بدلے گا

وہی حاکم وہی غربت

وہی قاتل وہی غاصب

بتاؤ کتنے سالوں میں

www.novelsclubb.com

ہمارا حال بدلے گا

وہ اپنی ڈائری پر لکھی تحریر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے الفاظ دہرا رہا تھا یہ تحریر رات کو اس نے کمرے میں آ کر لکھی تھی۔ اس کی ڈائری ایسی ہی بہت سی نظموں سے بھری پڑی تھی۔ اس کے پاس یہ واحد دوست تھی جس سے وہ کچھ نہیں چھپاتا تھا ہر خوشی غمی کو وہ اسی سے شیئر کرتا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ مخلص نہ تھا بلکہ وہ انہیں اپنی وجہ سے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہ رات سے کمرے میں بند تھا اب صبح کے تقریباً ساڑھے نو ہو رہے تھے التمش دروازہ بجا بجا کر جا چکا تھا۔ محتسم کو پتا تھا وہ اذلان کے پاس ہی گیا ہو گا بچپن سے اب تک یہی تو ہوتا آیا تھا التمش سچویشن کو سنبھالنے کی کوشش کرتا لیکن پھر تھک کر اذلان کو آواز دیتا اور اذلان کتنا ہی مصروف کیوں نا ہو ایک آواز پہ دوڑا چلا آتا تھا۔

دو کمرے چھوڑ کر تیسرے کمرے میں داخل ہو تو سامنے ہی کھڑکی کے پاس اکرام شاہ نائٹ سوٹ میں ملبوس سگار پی رہے تھے۔ان کی آنکھوں کے سامنے اب بھی رات والا واقع گھوم رہا تھا۔انہوں نے کبھی بھی آگے بڑھ کر اپنے بیٹے کو نہیں بچایا تھا بس حالات کے رحم و کرم پہ چھوڑ دیا تھا یہی وجہ تھی کہ محتسم ان سے کافی دور تھا چھوٹی سے چھوٹی ضرورت بھی وہ توقیر شاہ سے ہی پوری کرواتا تھا۔اکرام شاہ کو اب اپنی لاپرواہی کا اندازہ ہو رہا تھا رات کو جس انداز میں محتسم اجنبیوں کی طرح پاس سے گزر کر گیا تھا وہ انہیں چبھ رہا تھا۔وہ رات سے بے چین تھے کاش وہ حالات کو بدل سکتے کاش وہ بیتا ہوا وقت واپس لا سکتے لیکن کچھ پچھتاوے زندگی بھر کے لیے ہوتے ہیں ان خساروں کے ساتھ ہی جینا پڑتا ہے۔

محتسم کی ماں کہاں اور کیوں گئی کوئی نہیں جانتا تھا۔کیا سچ میں کوئی نہیں جانتا تھا؟؟؟؟

ایک ٹھنڈی آہ بھر کر وہ کھڑکی سے دور ہوئے وہ ابھی ماضی کو نہیں سوچ سکتے تھے انہیں حال میں سب ٹھیک کرنا تھا۔۔۔سب ٹھیک کیسے ہو گا بس ایک ہی آئیڈیا ان کے ذہن میں آیا تھا

اور ایک پُر سکون مسکراہٹ ان کے چہرے پر پھیل گئی تھی۔ لیکن ضروری تو نہیں جو آپ

سوچیں اور وہ ہو جائے۔

محتسم کو اسی انداز میں بیٹھے کئی ساعتیں گزر گئی تھیں باہر التمش کہ آوازیں بھی آرہی تھیں لیکن

اذلان۔۔۔۔اذلان ابھی تک نہیں آیا تھا۔

"اذلان کیوں نہیں آیا"

محتسم کو یہ سوچ پریشان کر رہی تھی لیکن وہ کسی سے پوچھ بھی نہیں سکتا تھا۔

آج میری حالت ایسی ہے کہ میں کسی سے کچھ کہہ نہیں پا رہا ایک عجیب سی بے چینی ہے مجھے"

سمجھ نہیں آرہا میں کیا کروں۔۔۔بس میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے حواس کھو بیٹھوں

۔۔۔۔۔مجھے کچھ یاد نہ رہے نہ آپ اور نہ ہی اپنا آپ۔۔۔۔میں نہیں جانتا کہ میں آپ پر غصہ

کروں یا آپ کے مجھے چھوڑ کر چلے جانے کا افسوس کروں۔۔۔۔۔آپ کے جانے کے بعد

میرا باپ بھی میرا نہیں رہا۔۔۔۔میں چاہتا ہوں کہ میری سانسیں ٹوٹ جائیں اور میں آج یہ دنیا

چھوڑ جاؤں۔۔۔۔مجھے شدت سے آپ کی یاد آرہی ہے ماں۔۔۔۔آپ مجھے چھوڑ کر کیسے جا

سکتی ہیں۔۔۔۔؟؟مائیں تو اپنی اولاد کو ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتی ہیں اور آپ۔۔۔۔ آپ مجھے ہمیشہ کے لیے آنسو دے کے چلی گئی ہیں۔۔۔۔پتا ہے ماں میں آج تک اگر زندہ ہوں تو صرف ان دونوں کی وجہ سے۔۔۔ان کے لیے۔۔۔وہ دونوں میرے جینے کی وجہ ہیں کل سے میں نے انہیں بھی پریشان کر کے رکھا ہے۔۔۔۔میں آج بھی روتے ہوئے آپ کے لیے یہی دعا کرتا ہوں کے آپ جہاں بھی رہیں خوش رہیں۔۔۔۔جانے کیوں مجھے لگتا ہے آپ غلط نہیں تھیں۔۔۔۔"

ایک آنسو لڑھک کر اس کی ڈائری پر گرا تب ہی دروازے پر دستک ہوئی۔

محتسم دروازہ کھولو" دروازے کے اس پار سے اذلان کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی مگر وہ "ٹس سے مس نہ ہوا۔

محتسم کھولو دروازہ ورنہ میں توڑ دوں گا" اذلان سے کچھ بعید بھی نہ تھی محتسم دروازہ کھول کر" پیچھے ہو گیا۔

ڈائری سٹڈی ٹیبل پر کھلی پڑی تھی اذلان نے ایک نظر ڈائری پر ڈالی اور محتسم کی طرف چل دیا ۔اذلان کے پیچھے التمش نے اندر داخل ہو کر دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

یہ کیا بچپنا ہے محتسم؟؟؟بڑے ہو گئے ہو تم اب کیوں سب کو پریشان کرتے ہو ایسی" حرکتیں کر کے؟؟"اذلان اس کے پاس ہی کھڑا تھا جبکہ محتسم نیچے بچھائی گئی کارپٹ کو گھور رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

میں تم سے بات کر رہا ہوں" اذلان نے اس کو کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔"

مجھے کسی سے بات نہیں کرنی جاؤ سب یہاں سے" بغیر نگاہ اٹھائے اس نے سنجیدگی سے انہیں" جانے کا اشارہ کیا۔

"تمہیں پتا ہے کل سے انکل بھی روم سے نہیں نکلے۔ وہ پریشان ہیں تمہاری وجہ سے۔۔۔"

اووو۔۔۔ پلیز کوئی میری وجہ سے پریشان نہیں ہے۔۔۔ بچپن سے لے کے آج تک تو" انہیں میری کبھی فکر نہیں ہوئی اور اب اچانک سے انہیں میری فکر ہونے لگی۔ کہاں تھے تب وہ جب تائی ہمیشہ مجھے بلاوجہ سزا دیتی تھیں بلاوجہ مجھے ڈانٹتی تھیں۔۔۔۔ انہیں صرف اپنی ذات اپنے پیسے سے پیار ہے اور کسی کا کوئی خیال کوئی فکر نہیں ہے۔۔۔۔ تم لوگ یہاں ان کی "وکالت کرنے آئے ہو؟؟؟ چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔

محتسم بھرا پڑا تھا اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے بعد وہ چپ ہوا۔۔۔۔

"ہم کسی کی وکالت نہیں کرنے آئے۔۔۔ تمہارے لیے آئے ہیں یہاں اور یہ بات تم بھی اچھے سے جانتے ہو۔۔۔۔" اذلان بغور اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔

کچھ تھا جو مسنگ تھا، وہ ہمیشہ اسے سنبھالنے آتا تھا مگر اس بار اس کا رویہ مختلف تھا۔

"کچھ اور بھی ہوا ہے ؟؟؟ کوئی بات ہے جو تم چھپا رہے ہو ؟؟"

اذلان نے بغیر کسی لگی لپٹی کے اس سے پوچھا

www.novelsclubb.com

التمش جو پاس ہی بیٹھا سب خاموشی سے دیکھ رہا تھا یکدم نگاہ اٹھا کے اذلان کو دیکھا۔

محتسم کو اندازہ تھا کہ اذلان ضرور نوٹس لے گا وہ اذلان کے اندر چھپی جاسوسی روح کو بخوبی جانتا تھا۔ بغیر جواب دیے اس نے وہاں سے اٹھنا چاہا۔

”جا کہاں رہے ہو ادھر بیٹھو ایک تو تم نے تنگ کر کے رکھا ہوا ہے“

اذلان نے اس کا بازو پکڑ کر اسے بٹھایا

”کیا چھپا رہے ہو ؟؟“

التمش نے گہرا سانس لیا۔۔۔اذلان آگیا تھا مطلب اب سب صحیح ہو جائے گا۔

”کچھ نہیں چھپا رہا میں جاؤ تم لوگ یہاں سے مجھے اکیلا چھوڑ دو کچھ وقت کے لیے۔“

محتسم نے پھر سے اٹھنا چاہا لیکن اذلان کے ہاتھ کی گرفت زیادہ تھی۔

www.novelsclubb.com

”ٹھیک ہے نہ بتاؤ میں ادھر ہی بیٹھا ہوں جب موڈ ہوا تمہارا تو بتا دینا۔“

”اوکے بیٹھے رہو تم لوگ۔۔۔۔۔میں جا رہا ہوں۔۔“

”اٹھنے کی کوشش بھی نہ کرنا ہم یہاں ہیں تو تم بھی یہاں ہی رہو گے“

اذلان نے اسے آنکھیں دکھائی

"اذل۔۔۔۔۔دیکھ مجھے کیا ملا۔۔۔۔"

التمش جو پورے کمرے میں گھوم کر جائزہ لے رہا تھا اس نے اذلان کو مخاطب کیا تو وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

التمش کے ہاتھ میں اپنی ڈائری دیکھ کر محتسم کو تو مانو پاؤں سے زمین کی نکل گئی۔

التمش چھوڑ میری ڈائری" وہ اذلان کی گرفت میں تھا سو التمش تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔"

www.novelsclubb.com

تو جتنا بھی زور لگالے۔۔۔۔چھوڑنے والا نہیں ہوں تجھے میں۔۔۔۔التمش کھول ڈائری"

"۔۔۔۔

کسی کی پرسنل چیزوں کو ہاتھ نہیں لگاتے" محتسم نے دوسرا ہربہ استعمال کرنا چاہا۔"

”یہ ہم میں کب سے پرسنل والی باتیں آ گئیں؟؟“

التمش نے اسے گھورا

”التمش یار چھوڑنا ڈائری میری۔۔۔۔۔اذل چھوڑ مجھے“

وہ بہت بے بس نظر آ رہا تھا اور اس کی بے بسی کو دیکھ کر وہ دونوں لطف اندوز ہو رہے تھے۔

”ہاااا۔۔۔۔دیکھو کیسے مچھلی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہے۔۔۔“

اذلان نے ہنسی چھپاتے تبصرہ کیا

”دیکھنا کہیں ہماری مچھلی بے ہوش نہ ہو جائے“

التمش نے ڈائری اذلان کو کیچ کرواتے ہوئے اسے چھیڑا

محتسم نے ڈائری واپس لینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تو التمش نے آگے بڑھ کر اسے دونوں ہاتھوں سے قابو کر لیا۔

"ازلاااان۔۔۔۔ڈائری چھوڑ میری" محتسم روہانسا ہو گیا۔"

"ارے یہ تو سچ میں رونے لگا"

ازلان نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی

www.novelsclubb.com

ابھی وہ ڈائری کھول ہی رہا تھا کہ دروازہ زور زور سے بجنا شروع ہو گیا تینوں نے حیران ہو کر پہلے دروازے کو دیکھا پھر ایک دوسرے کو۔

بھائی۔۔۔۔ بھائی دروازہ کھولیں" باہر سے اسماء کی بوکھلاتی ہوئی آواز آئی"

اسماء "تینوں ایک ساتھ بولے"

وہ اپنی لڑائی بھول کر دروازہ کھولنے چلے گئے

اسماء ہانپتی ہوئی اندر داخل ہوئی اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں

"کیا ہوا ہے اسماء ؟؟"

www.novelsclubb.com

"وہ آپی۔۔۔۔ ثمن آپی"

محتسم پوری بات سنے بغیر ثمن کے کمرے کی طرف بھاگا۔ اذلان نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اسماء کی طرف متوجہ ہوا

"اسماء کیا ہوا ہے ثمن کو؟؟؟؟ بولو۔۔۔۔"

اسماء اور رمیشا دونوں ایک ہی سکول میں پڑھتی تھیں دونوں کی دوستی بھی بہت اچھی تھی اور ایک دوسرے کے گھر کافی آنا جانا تھا۔

"وہ بھائی آپ خود آ کر دیکھ لیں۔۔۔۔۔"

اس کے کہتے ہی وہ دونوں بھی تقریباً بھاگتے ہوئے اس کے کمرے میں پہنچے

اسے دیکھتے ہی ان کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ مجسم پتھر بنا وہاں کھڑا تھا۔

....

جمال حسن اپنے آفس میں ادھر سے ادھر ٹہل رہے تھے۔ہاتھ میں سگار سلگاتے ہوئے گہری سوچ میں گم تھے جب دروازہ بجاتے ہوئے سیکرٹری نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔

ہاں راحیل آؤ۔۔۔یہ فائل اس ٹیبل پر رکھ دو اور ہاں نظامی صاحب کو آفس بھیجو فوراً" وہ اتنا کہہ کر اپنی چئیر پر بیٹھ کے فائل کے صفحات کو الٹنے پلٹنے لگے۔

ابھی دو منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

اجازت ملتے ہیں ادھیڑ عمر شخص اندر داخل ہوا۔سر پہ سفید بال جنہیں نفاست سے پیچھے کیا گیا تھا ہلکی سی سفید داڑھی میں وہ بہت مہذب لگتے تھے۔وہ اس آفس کے بہت پرانے ملازم تھے اور سب کے لیے بہت قابل احترام تھے۔جمال حسن اگر کسی پر آنکھ بند کر کے بھروسہ کر سکتے تھے تو وہ نظامی صاحب تھے۔وہ اپنے ہر ایک معاملے میں نظامی صاحب سے ہی مشورہ لیتے تھے۔

آئیے آئیے نظامی صاحب میں آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا۔بیٹھیے"انہوں نے اپنے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

جی سر شکریہ ”نہایت ہی ادب سے کہتے ہوئے وہ بیٹھ گئے۔“

”نظامی صاحب میں نے آپ کو ایک کام بولا تھا اس کا کیا بنا؟“

وہ بظاہر لاپرواہی سے فائل دیکھ رہے تھے۔

جی سر میری بات ہوئی تھی ان کے سیکرٹری سے۔۔۔۔ وہ ابھی بہت مصروف ہیں تو ان“

سے میٹنگ کا ٹائم لینا کافی مشکل ہو رہا ہے مگر آپ فکر نہیں کریں میں ان سے بار بار کنٹیکٹ کر

”رہا ہوں جیسے ہی وہ فری ہوئے میٹنگ کا ٹائم لے لوں گا میں

جمال حسن نے غور سے ان کی پوری بات سنی پھر آہستہ سے گویا ہوئے

نظامی صاحب جیسے بھی کر کے آر اینڈ کو انڈسٹری کے مالک سے میٹنگ فکس کریں“

”۔۔۔۔ ہمیں ہر حال میں کانٹریکٹ چاہیے۔ سمجھ رہے ہیں نا آپ میری بات؟

جی جی سر آپ بلکل فکر نہیں کریں میں پوری کوشش کر رہا ہوں ان سے میٹنگ کا ٹائم“

”لینے کی۔۔۔۔ میں اسی کام میں لگا ہوا ہوں آج کل

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مجھے پورا بھروسہ ہے آپ پہ۔۔۔ آپ جاسکتے ہیں" انہوں نے ایک نظر دیوار پہ لگی گھڑی پر" ڈالی اور پھر سے فائل کو دیکھنا شروع کر دیا۔

....

بادلوں کے پیچھے سورج اپنی جھلک دکھلا کر غائب ہو گیا تھا۔ دور کہیں پرندے اپنے اپنے آشیانے کی طرف گامزن تھے۔ شام کی سرخی چہار سو پھیلی ہوئی تھی۔ جیسے جیسے اندھیرا بڑھ رہا تھا دل کی اداسی بھی بڑھ رہی تھی۔ کافی دن گزرنے کے بعد بھی اس گھر کی خاموشی نہیں گئی تھی۔ سب خاموش تھے زرمینہ اپنے گھر چلی گئی تھی دن میں کبھی آجاتی اور پھر شام تک واپس چلی جاتی اور رومی اسے بھی چپ لگ گئی تھی وہ وہاں آتی اور خاموشی سے سب کو دیکھتی پھر روہانسی ہو کر پوچھتی

ماما نانو کب واپس آئیں گی؟خالہ اب پہلے کی طرح میرے ساتھ کھیلتی نہیں ہیں ماموں باہر ہی نہیں لے کے جاتے آپ بھی مجھے کہانی نہیں سناتی۔۔۔۔۔نانا ابو بھی کچھ نہیں بولتے۔۔۔۔۔۔ماما نانو کہاں چلی گئی ہیں؟؟؟"

زرمینہ کے پاس اس کے سوالوں کا کوئی جواب نہیں تھا وہ خاموشی سے اس اپنے سینے سے لگا دیتی

دعا خاموشی سے گھر کے کاموں کو نپٹاتی اور اپنے کمرے میں بند ہو جاتی،دانیال پورا پورا دن لیٹا چھت کو گھورتا رہتا اس کے جسم کے زخم بھر رہے تھے لیکن دل کا زخم۔۔۔۔۔۔اسے بھرنے میں ابھی وقت تھا۔معین صاحب پورا دن آفس ہوتے شام کو گھر آکر کھانا کھا کر اپنے کمرے میں چلے جاتے تھے۔اس گھر کی خاموشی کھانے کو دوڑتی تھی۔

بھائی کھانا لگ گیا ہے آجائیں"دعا ہلکا سا دروازہ بجا کر اندر داخل ہوئی"

مجھے بھوک نہیں ہے"اس کے آتے ہی دانیال نے اپنی آنکھوں پہ بازو رکھ دیا۔"

بھائی کب تک ایسے ہی خود کو تکلیف دیتے رہیں گے امی چلی گئی ہیں وہ واپس نہیں آ سکتی ہیں"

ہمیں ان کے لیے دعا کرنی ہے نا" دعا آہستہ سے بیڈ پر بیٹھ گئی

بھائی ابو کو دیکھیں وہ بھی پریشان ہیں۔۔۔وہ اب کچھ بولتے ہی نہیں ہیں نا ہی مسکراتے ہیں"

"بس خاموش رہتے ہیں

سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔۔سب کی مسکراہٹ میں نے چھین لی۔۔۔۔ کتنا اچھا"

"ہوتا نا دعا میں اس ایکسیڈنٹ کے وقت ہی مر جاتا

بازو ہنوز آنکھوں پر تھے شاید آنسو چھپانے کے لیے

بھائی بس کر دیں۔۔۔کیوں ایسی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔آپ کیوں ایسا سوچتے ہیں"

۔۔۔۔آپ کو پتا ہے موت کا وقت مقرر ہوتا ہے یہ سب ہونا لکھا ہوا تھا تقدیر کے آگے ہم

بے بس ہیں۔۔۔۔یہ سب ایسے ہی ہونا تھا خود کو قصوروار ٹھہرانا بند کریں۔۔۔آپ نے کوئی

"جان بوجھ کر اپنا ایکسیڈنٹ کیا؟؟؟ نہیں نا۔۔۔۔تو آپ کو یہ سب سوچنے کا کوئی حق نہیں ہے

دعا بولتی جا رہی تھی اور وہ خاموشی سے سن رہا تھا

آپ کے ایسا رہنے سے ابو کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔۔۔۔وہ بلکل خاموش ہو گئے ہیں آپ تو" یہاں کمرے میں رہتے ہیں سارا وقت۔۔۔۔میں دیکھتی ہوں ابو کو وہ مسکرانا بھی بھول گئے ہیں۔۔۔۔بھائی امی کے بغیر میں بھی نہیں رہ سکتی۔۔۔میں بھی تکلیف میں ہوں۔۔۔۔۔لیکن بھائی ہم جینا نہیں چھوڑ سکتے نا۔۔۔ہمیں مرنے تک تو جینا ہی ہے۔۔۔ابو باہر کھانے پہ انتظار کر رہے ہیں آجائیں جلدی۔"

وہ اتنا کہہ کر اپنے آنسو جذب کرتی اٹھ کھڑی ہوئی

دروازے کے اس پار معین صاحب اپنی شوخ و چنچل بیٹی کو اتنی سنجیدہ باتیں کرتے سن رہے تھے۔

جانے کب ان کی بیٹی اتنی بڑی ہو گئی کہ وہ اس گھر کے مردوں کو سنبھالنے لگی۔

وہ جو ذرا سی بات پر رونے لگتی تھی آج اپنے آنسو چھپائے وہ سب کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔صحیح کہتے ہیں غم وقت سے پہلے بڑا کر دیتا ہے۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

دعا کے آنے سے پہلے وہ وہاں سے ہٹ کر باہر جا کر بیٹھ گئے انہیں اپنی بیٹی کی شرارتوں کو ختم نہیں ہونے دینا تھا وہ جانتے تھے کہ دعا اب کبھی پہلے جیسی نہیں ہو سکتی لیکن وہ اسے اس طرح ٹوٹنے بھی نہیں دینا چاہتے تھے۔

تینوں خاموشی سے کھانا کھاتے رہے۔ کھانے کے بعد دعا برتن اٹھا کر کچن کی طرف چلی گئی دانیال جیسے ہی اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف جانے لگا معین صاحب نے اسے روک دیا۔

بیٹا! کچھ گھڑی ہمارے پاس بھی بیٹھ جاؤ۔ کمرے میں اکیلے کیوں لیتے رہتے ہو۔۔۔۔باہر جاؤ" دوستوں کے پاس اٹھو بیٹھو۔۔۔۔اور موبائل کہاں ہے تمہارا؟؟ بند کیوں کیا ہوا ہے؟؟ "ابھی تک آن نہیں کیا؟؟

"نہیں بابا! دل نہیں کرتا کچھ بھی کرنے کا.... کسی سے بھی بات کرنے کا"

دانیال دونوں ہاتھوں کو باہم آپس میں ملائے بیٹھا مسلسل نچلا ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ سفید کرتا شلوار میں بکھرے بالوں اور بڑھی ہوئی شیو، ویران آنکھوں میں وہ بہت ٹوٹا ہوا لگ رہا تھا۔

اچھا۔۔۔۔ تمہارا کوئی دوست تھا جو تمہارے ساتھ وہاں یونیورسٹی میں ہوتا تھا شاید۔۔۔۔ کیا"

"نام ہے اس کا۔۔۔۔۔ ار۔۔۔۔ ارجمند۔۔۔۔۔ وہ نہیں آیا یہاں؟؟؟

معین صاحب اس کا دھیان دوسری طرف کر رہے تھے

"جی یونیورسٹی میں نہیں ہوتا تھا ائیر پورٹ پہ ملاقات ہوئی تھی۔۔۔۔۔"

اس نے تصیح کی

"اسے گھر کا پتا ہی نہیں اور نہ ہی اس ساری سچوئشن کا اسے کوئی آئڈیا ہے۔۔۔۔ شاید کالز بھی کر رہا ہو مگر میرا موبائل فون ہی آف ہے"

وہ ابھی تک اسی حالت میں بیٹھا اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔

"تو بیٹا کتنی غلط بات ہے وہ وہاں پریشان ہو رہا ہوگا اس سے رابطہ کرو بات کو اس سے۔۔۔۔ اگر ملنا چاہتا ہے تو ملو اس کے ساتھ۔۔۔۔ اپنی زندگی ایسے خراب نہیں کرو زندگی میں آگے بڑھو۔۔۔۔ سوچو کیا کرنا ہے آگے کیسے کرنا ہے"

وہ دانیال کا کندھا تھپتھپاتے اٹھ گئے۔

"دعا! بچے ایک کپ چائے میرے کمرے میں لے آنا"

بہت دنوں بعد آج انھوں نے دعا کو خود سے چائے لانے کے لیے کہا تھا۔

جی ابو" ایک زخمی مسکراہٹ دعا کے لبوں کو چھو گئی۔"

سارے کام ختم کر کے دعا اپنے کمرے میں آ کر بیٹھی ہی تھی کہ تہمینہ کی کال آ گئی

السلام علیکم!" دعا نے سادہ سے لہجے میں سلام کیا"

وعلیکم السلام! کیسی ہو؟؟ سب کیسے ہیں گھر میں؟" تہمینہ بنا رکے بولے گئی"

الحمدللہ سب ٹھیک" مختصر جواب دیا گیا۔"

دعا؟؟؟ سب ٹھیک ہے؟" تہمینہ کو وہ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی وہ اس کی آواز سے پہچان"
جاتی تھی

میں تھک گئی ہوں مینا" آنسو متواتر بہنے لگے تھے"

مجھ سے اور نہیں ہوتا اب صبر۔۔۔۔ میرے آنسو ہر وقت بہنے کو تیار ہوتے ہیں ابو اور بھائی "کو سنبھالنا ان کے سامنے میں کس طرح خود کو کمپوز کرتی ہوں یہ میں ہی جانتی ہوں۔۔۔۔۔یار امی کے جانے سے سب بدل گیا ہے مجھے ایسا لگتا ہے میرا سب کچھ چھن گیا ہے۔۔۔۔ سب کے بیچ میں رہ کے بھی لگتا ہے میں اکیلی ہوں۔۔۔۔"

وہ مسلسل رو رہی تھی

"میں۔۔۔۔میں راتوں کو سو نہیں سکتی۔۔۔۔ عجیب بے چینی ہے۔۔۔۔دل کرتا ہے کہیں دور چلی جاؤں اپنی سوچوں سے۔۔۔۔سب لوگوں سے۔۔۔۔میں تو یہ بھی نہیں جانتی کہ میں زندہ بھی ہوں یا نہیں۔۔۔۔میں کچھ بھی نہیں جانتی۔۔۔۔۔کچھ بھی نہیں"

تہمینہ نے اسے رونے دیا جب کچھ دیر وہ رو چکی تو تہمینہ نے اسے خاموش کروایا

"میں جانتی ہوں تمہیں اس وقت کوئی بھی تسلی کوئی بھی ہمدردی نہیں سکون دے سکتی"

۔۔۔۔۔ صبر کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آپ رو نہیں سکتے۔۔۔۔ صبر کے لیے ہر وقت مضبوط رہنا

ضروری نہیں ہوتا۔۔۔۔ہم سب انسان ہیں اور ہمارے اندر اتنا ہی ضبط ہوتا تو اللہ کبھی بھی آنسو نہ بناتا۔۔۔۔یہ آنسو اللہ کو بہت عزیز ہیں۔۔۔۔اللہ کے آگے بہائے گئے ایک ایک آنسو کا صلہ وہ دگنا کر کے لوٹاتا ہے۔ تم تھک جاؤ تو اس اللہ کے آگے آنسو بہاؤ۔۔۔اللہ سے اپنے لیے ہمت مانگو۔۔۔۔تم بہت مضبوط ہو دیکھنا اللہ تمہیں سمیٹ لے گا۔۔۔۔تمہارے آنسو کا بدلہ تمہیں ضرور اچھی شکل میں ملے گا۔۔۔۔"

و بہت پیار سے اسے سمجھا رہی تھی۔

"زندگی میں بہت سے ایسے مقام آتے ہیں جب ہمیں لگتا ہے کہ سب ختم ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ہم جی نہیں سکیں گے۔۔۔۔ہماری زندگی ہی ختم ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں صبر دے دیتا ہے وہ وقت کے ساتھ ساتھ ہمیں جینا سکھا دیتا ہے۔۔۔۔۔ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی آل پر جتنے غم آئے ہیں ہمارے پاس تو اس کا ون پرسنٹ بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔جب بھی تمہیں لگے نا کہ تم تھک رہی ہو تو ان کے غموں کو یاد کر لیا کرو"

دعا سکون محسوس کر رہی تھی جانے کب باتیں کرتے کرتے سو گئی

تہمینہ کو جب دوسری جانب سے کوئی آواز نہیں سنائی دی تو اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی آج کل دعا اکثر رات کو اس سے بات کرتے کرتے سو جاتی تھی۔

دل ہی دل میں وہ اس کے لیے دعا کرتے ہوئے سو گئی۔

....

رات کا آخری پہر تھا آسمان کی سیاہی اس شہر کی خوبصورتی کو ڈھک چکی تھی چہار سو خاموشی کا راج تھا۔ بادلوں کی اوٹ میں چھپا چاند آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔ دور پہاڑوں پر جنگلی جانوروں کی ہلکی ہلکی آوازیں آ رہی تھیں۔ اسلام آباد کی گلیوں میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ چوکیدار گیٹ کے ساتھ بنی اپنی چھوٹی سی کوٹھری میں لحاف اوڑھے اونگھ رہا تھا۔ گھر کے باقی مکین اپنے اپنے کمروں میں ہیٹر کی گرمائش میں گہری نیند سو رہے تھے۔ ایسے میں وہ اکیلی تھی جو رات کے اس پہر ٹھنڈی سرد رات میں بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے سر گھٹنوں میں دیے بیٹھی تھی۔

"اللہ تعالیٰ دیکھیں نا میں بہت زیادہ تھک گئی ہوں۔ ایسا کیا ہے جو آپ کو میرے بارے میں نہیں پتا۔ آپ تو میری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں آپ تو جانتے ہیں کہ میری ہمت جواب دے گئی ہے، آپ ہی کہتے ہیں کہ میں کسی بھی نفس کو اس کی برداشت سے بڑھ کر کسی کو نہیں آزماتا مجھے کیوں پھر؟؟؟؟"

ایک آنسو لڑھک کر اس کے دوپٹے میں جذب ہو گیا تھا

www.novelsclubb.com

"یہ آزمائش تھکا رہی ہے مجھے۔۔۔۔ کیوں مجھے سب مشکل لگ رہا ہے؟ میں مایوس نہیں ہوں اللہ جی۔۔۔۔۔ میں مایوس نہیں ہونا چاہتی۔۔۔۔ میں بس تھک گئی ہوں اب مجھے سمیٹ لے میرے مولا۔۔۔۔ میں حقیقی ہنسنا چاہتی ہوں میں کھل کے جینا چاہتی ہوں میں

خوش ہونا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔یا اللہ سب کچھ نارمل کب ہو گا؟؟؟ میں کب ہوں گی

"نارمل؟؟؟

اس کے خاموش آنسو اب ہچکیوں میں بدل رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ میں یقین رکھتی ہوں آپ میرے لیے جو بھی کریں گے بہت بہتر کریں گے"

"میری امید ٹوٹنے سے پہلے کن فرمادے نا میرے اللہ

پچھلے ایک سال سے وہ روزانہ ایسے ہی راتوں کو اٹھ کر اللہ سے باتیں کیا کرتی تھی۔ اس کی زندگی میں اب ایسا کوئی نہیں تھا جس سے وہ دل کا حال بیان کرتی سوائے اللہ کے۔ اسے اللہ سے باتیں کر کے دلی سکون ملتا تھا۔ اس کا یقین مضبوط تھا اسی لیے تو وہ ایک سال سے اسی امید اور آس پر صبر کیے بیٹھی تھی۔

"اللہ تعالیٰ! میرے پیارے اللہ جی۔۔۔۔"

وہ ایسے ہی بہت پیار سے اللہ کو پکارا کرتی تھی۔

"اللہ جی میرے پاس آپ کے علاوہ کوئی نہیں ہے، آپ کے جیسا کوئی نہیں ہے۔۔۔۔مجھے خود سے دور نہ کرنا اللہ جی، مجھے اکیلا نہ چھوڑنا، کبھی میں بھٹک جاؤں تو اپنی طرف موڑ لینا ۔۔۔۔۔تیرے سوا میرا کوئی سہارا نہیں ہے، تو ہی میرا دوست میرا سب کچھ ہے، تجھ سے بات نہ کروں تو مجھے سکون نہیں آتا، تجھے اپنا حال نہ بتاؤں تو مجھے قرار نہیں آتا۔۔۔۔میں جانتی ہوں تو سب جانتا ہے مگر۔۔۔۔۔مگر میں اپنا حال تجھے بتا کر دل کو سکون ملتا ہے"

www.novelsclubb.com

کتنا اچھا ہوتا ہے نا دنیا والوں کو چھوڑ کر اللہ کو دوست بنانا، اللہ کو اپنا حال بتانا، کتنے ہی غم کیوں نہ ہوں اللہ کو بتانے کے بعد دل کا بوجھ کم ہو جاتا ہے۔۔۔۔چاہے غم ختم نہ ہوں لیکن اللہ کو سب بتانے کے بعد اتنا یقین ضرور ہوتا ہے کہ اب اللہ سب سنبھال لے گا۔

ہمیشہ کی طرح دل کا بوجھ ہلکا کر کے آنسو صاف کر کے وہ تہجد کے لیے وضو کرنے اٹھ کھڑی ہوئی اس کی گٹ فیلنگ کہہ رہی تھی کہ بہت جلد اس کی دعاؤں کا جواب آئے گا بہت جلد سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا بہت جلد نئے سال کے ساتھ اس کی خوشیوں کا نیا اجلا سورج طلوع ہو گا لیکن اس نئے سال کے ساتھ اسے کچھ کھونا بھی پڑے گا یہ اس نے نہیں سوچا تھا۔

تین گھنٹے بعد وہ مدرسے کے لیے نکل گئی تھی۔ آج مس عالیہ نہیں آئی تھیں تو وہ ایک کونے میں بیٹھ کر اپنا پچھلا سبق دہرانے لگی تب ہی اس کی نظروں کے سامنے پچھلے ہفتے کا سبق آیا ساتھ ہی دماغ میں اس روز کیا گیا تدبر گھومنے لگا۔

”وہ وقت بھی تھا جب آپ کو لگا تھا کہ سب ختم ہو گیا جب آپ اتنی تکلیف میں تھے کہ آپ کو لگتا تھا کہ آپ زندہ ہی نہیں رہ پائیں گے لیکن دیکھیں آپ آج یہاں ہیں تو کون لایا ہے آپ کو یہاں؟ آپ کا المھیمن رب جس نے آپ کی حفاظت کی، آپ کا الرزاق رب جس نے آپ کو

تکلیفوں سے نکلنے کے لیے راستے مہیا کیے وہ ہر مشکل میں آپ کے ساتھ رہے گا آپ کی حفاظت کرے گا جیسے سبھی وقت گزر گئے ویسے ہی یہ وقت بھی گزر جائے گا۔یاد رکھیں نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ ناراض ہوا۔"

گلاس گرنے کی آواز سے وہ واپس حال میں آئی اس کے آس پاس بیٹھی کچھ لڑکیاں باتوں میں مصروف تھیں کچھ اس کی طرح پڑھنے میں مگن تھیں ایک نظر سب پر ڈال کر وہ پھر سے اپنی کتابوں کی طرف متوجہ ہو گئی

www.novelsclubb.com

"اللہ کے منصوبے ہمارے گمان سے باہر ہیں آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ آپ کا رب کیا کیا کر سکتا ہے وہ ایک لمحے میں آپ کی زندگی کے صفحات آپ کی حمایت میں بدل سکتا ہے آپ کی زندگی میں جو بھی الٹ پلٹ ہوئی پڑی ہے وہ اسے ترتیب دے کر سیدھا کر سکتا ہے پھر آپ کیوں اتنی گھبرائی ہوئی ہو؟ کیا آپ کو اپنے خالق کے وعدوں پر یقین نہیں ہے؟"

اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی دوسری لڑکی کو سمجھا رہی تھی۔

اللہ جی آپ مجھے ہمیشہ ریمائنڈر دیتے ہیں" وہ دل ہی دل میں اللہ سے گویا ہوتے مسکرائی تھی" اس کی مسکراہٹ بہت دلکش تھی۔

اس نے سوچا تھا واپسی پر بابا جی سے ملاقات کر کے جائے گی مگر کلاسز لیتے لیتے وہ تھک گئی تھی اور واپسی پہ بارش بھی شروع ہو گئی تھی بابا جی بارش سے بچنے کے لیے شاید کسی اور ٹھکانے پر چلے گئے تھے سو وہ گھر چلی گئی۔

....

دروازے کے پاس باہر محتسم منجمد کھڑا تھا ثمن کے گھنگھریالے بالوں نے اس کا چہرہ ڈھک رکھا تھا،اس کی کلائی سے خون بہہ رہا تھا،کافی خون فرش پر پھیلا ہوا تھا۔

ثمن۔۔۔۔۔۔"التمش بھاگتا ہوا اندر گیا اور ثمن کو اٹھانے کی کوشش کی مگر ثمن بے ہوش ہو چکی تھی۔اذلان نے آگے بڑھ کر اس کی کلائی پر خون روکنے کے لیے رومال باندھ دیا محتسم ابھی تک وہیں دروازے کا سہارا لیے کھڑا تھا۔

"محتسم گاڑی سٹارٹ کر"

www.novelsclubb.com

التمش کی آواز سے وہ کسی ٹرانس سے نکلا تھا وہ فوراً باہر کی طرف بھاگا

جب تک اذلان اور التمش ثمن کو لے کر پورچ میں پہنچتے وہ گاڑی نکال چکا تھا۔وہ تینوں اسے لے کر ہسپتال کے لیے نکل گئے۔

اسماء کو وہ گھر ہی چھوڑ کر گئے تھے قدسیہ تائی کو اس بارے میں کچھ نہیں پتا تھا وہ رات سے کمرے میں ہی تھیں۔ توقیر شاہ کسی کام کے سلسلے میں صبح ہی لاہور چلے گئے تھے اور اکرام شاہ بھی آفس میں تھے۔

ماما۔۔۔۔ماما دروازہ کھولیں"اسماء کافی دیر سے دروازہ بجا رہی تھی مگر قدسیہ بیگم کوئی" جواب نہیں دے رہی تھیں

"ماما۔۔۔۔۔ آپی۔۔۔ماما کھولیں نا دروازہ"

"چلی جاؤ اسماء یہاں سے مجھے اکیلا چھوڑ دو آپ لوگ"

اندر سے قدسیہ بیگم کی سوئی سوئی آواز آئی تو اسماء نے پھر سے دروازہ بجانا شروع کر دیا

"ماما ثمن آپی۔۔۔۔ آپی نے اپنی کلائی کاٹ دی ہے"

اسماء روتے ہوئے بول رہی تھی تب کی قدسیہ بیگم دروازہ کھول کر باہر آئیں

"کیا بول رہی ہو ؟؟؟ کہاں ہے ثمن ؟؟" وہ ثمن کے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھیں کہ اسماء نے روک دیا

"وہ بھائی انہیں ہسپتال لے گئے ہیں"

"کون سے ہسپتال ؟؟ میرا فون کہاں۔۔۔ کال کرو التمش کو پوچھو کہاں ہے وہ کس ہسپتال میں لے کر گیا ہے ؟" وہ سر پکڑ کر پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گئیں وہ ابھی تک نائٹ گاؤن میں ملبوس تھیں۔

"ماما بھائی کال نہیں پک کر رہے" اسماء کان کے ساتھ فون لگائے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔

”اور کون ہے ساتھ اسے کروفون جیسے بھی پتا کرو“

وہ اتنا کہہ کر ڈریس چینج کرنے اندر چلی گئیں

تھوڑی ہی دیر میں اسماء محتسم سے ہسپتال کا پتا کر چکی تھی وہ دونوں ڈرائیور کے ساتھ ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئیں۔ توقیر شاہ اور اکرام شاہ کو بھی خبر ہو گئی تھی وہ لوگ بھی ہسپتال کی طرف آ رہے تھے توقیر شاہ کو آنے میں وقت تھا لاہور سے اسلام آباد آنے تک کافی وقت لگتا اور راستے میں کسی ریلی کی وجہ سے ٹریفک بھی جام تھا۔

محتسم دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ایک ٹانگ پہ کھڑا دانت سے نچلا ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ التمش بینچ پر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم پھنسائے ٹانگ کو بے چینی سے ہلا رہا تھا۔ اذلان نیچے

میڈیکل اسٹور سے کچھ انجیکشن اور دوائیاں لے کر ابھی ہی پہنچا تھا جو ڈاکٹر نے منگوائی تھیں۔ انجیکشن وغیرہ نرس کے حوالے کر کے وہ التمش کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔۔۔

وہ ٹھیک ہو جائے گی پریشان نہ ہو" وہ التمش کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے تسلی دیتے ہوئے" سامنے کھڑے محتسم کو دیکھ رہا تھا۔

کیوں کیا ہے ثمن نے یہ؟" وہ اٹھ کر محتسم کے پاس آیا"

www.novelsclubb.com

اس کے اس سوال سے التمش نے نظر اٹھا کر اذلان کو دیکھا۔

اذل۔۔۔۔ اسے کیسے پتا ہو گا وہ کل سے کمرے میں بند ہے" التمش نے آرام سے اذلان کو" واپس بٹھانا چاہا۔

اسے سب پتا ہے۔۔۔۔اور یہ کمرے میں بھی اسی وجہ سے بند تھا۔۔۔۔۔اس سے پوچھ کیا"

"چھپا رہا تھا یہ ؟اور ہم سے کیوں چھپا رہا ہے۔۔۔۔۔اسے سب پتا ہے

اذلان کو محتسم کے بات چھپانے پہ غصہ آرہا تھا

اذلان صحیح کہہ رہا ہے ؟؟؟"التمش محتسم کی طرف مڑا تھا تب ہی ڈاکٹر باہر آیا"

"ڈاکٹر کیسی ہے وہ؟؟؟"

محتسم بے اختیار آگے آیا

دیکھیں ان کی حالت ابھی سٹیبل نہیں ہے ان کا خون کافی بہہ چکا ہے ان کے لیے اگلے چوبیس" "گھنٹے بہت اہم ہیں دعا کریں آپ

اتنا کہہ کر ڈاکٹر آگے بڑھ گیا۔ محتسم گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتا چلا گیا التمش سر تھامے وہاں ہی کھڑا تھا تب ہی قدسیہ بیگم اسماء کے ساتھ وہاں پہنچیں۔ انہیں دیکھتے ہی محتسم اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کے آگے جا کے کھڑا ہو گیا۔

مل گیا آپ کو سکون ؟؟؟ پہنچا دیا آپ نے اسے موت کے منہ میں۔۔۔ وہ آپ کی سگی بیٹی" ہی ہے نا ؟؟؟ میں تو چلو ہوں ہی آپ کے لیے غیر لیکن وہ۔۔۔۔ وہ تو آپ کی بیٹی تھی اس کا تو "خیال کرتیں آپ۔۔۔۔

محتسم غم و غصّے کے ملے جلے جذبات میں بول رہا تھا وہاں کھڑے سب کی لوگ حیرت سے اس کی باتیں سن رہے تھے قدسیہ بیگم خود بھی حیران تھیں۔ محتسم کبھی اونچی آواز میں ان سے بات نہیں کرتا تھا اور آج وہ پھٹ پڑا تھا۔

محتسم یہ کیا بول رہے ہو ممانے کیا کیا ہے ؟"التمش نے کندھے سے پکڑ کر اسے پیچھے کیا"

پوچھو ان سے۔۔۔۔پوچھو کیا کیا ہے انہوں نے۔۔۔"وہ کندھا چھڑواتے وہاں سے چلا گیا قدسیہ بیگم سر تھامے پاس پڑے بینچ پر بیٹھ گیئں انہیں کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔ وہاں کھڑے باقی سب ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھ رہے تھے یہاں کس بارے میں بات ہو رہی تھی کوئی نہیں جانتا تھا۔

اس کا مطلب تم صحیح کہہ رہے تھے محتسم ہم سے کچھ چھپا رہا تھا"التمش کی مدھم سی آواز اذلان کی سماعت سے ٹکرائی۔ کوئی بھی نہیں جانتا تھا اگلے لمحے کیا ہونے والا ہے۔۔۔سب خاموشی سے بیٹھے کسی اچھی خبر کے منتظر تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

....

"ماما میں نکل رہی ہوں"

نور نے جلدی جلدی ڈائیننگ ٹیبل سے ٹوس اٹھایا اور چلتے چلتے کھانے لگی

بلیو جینز پہ سکن لانگ کوٹ اوپر ہمیشہ کی طرح سٹولر مفلر کی طرح لپیٹے بالوں کی اونچی پونی بنائے وہ حسین لگ رہی تھی۔

"ارے ہوا کے گھوڑے پہ کیوں سوار ہو آرام سے ناشتہ کر کے جاؤ۔۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

ناہید بیگم ڈائیننگ ٹیبل پہ بیٹھی ناشتہ کر رہی تھیں

نہیں مما بس کھالیا باقی یونی میں کینٹین سے کھالوں گی۔" وہ کہتے ہی تیزی سے نکل گئی"

ریاض صاحب ارجمند کو لے کر صبح ہی آفس کے لیے نکل گئے تھے وہ ارجمند کو سب سے

انٹروڈیوس کروانا چاہتے تھے۔ ارجمند کے آفس جوائن کرنے سے وہ بہت خوش تھے۔

یونی پہنچنے تک وہ مسلسل عنایہ کا نمبر ٹرائی کرتی رہی مگر کوئی رسپانس نہیں مل رہا تھا۔

وہ کافی دنوں سے یونی نہیں آرہی تھی ایگزامز کی تیاری کے لیے وہ گھر ہی رہنا چاہتی تھی۔ اسے کچھ نوٹس درکار تھے اور کسی فارم پر سائن بھی کروانے تھے اسی لیے وہ آج آئی تھی۔ اس نے عنایہ کو بھی یونی آنے کا بولا تھا تاکہ ملاقات ہو جائے مگر اب یونی آنے کے بعد اس کا رابطہ ہی نہیں ہو رہا تھا۔

ایڈمن آفس سے سائن کروا کے وہ باہر نکلی تو اس کی نظر کوریڈور میں کھڑے شاویز پر پڑی اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی جا رہی تھیں۔ اس کی حیرانگی کی وجہ شاویز نہیں بلکہ اس کے ساتھ کھڑی لڑکی تھی جو مسکرا مسکرا کر شاویز کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔ وہ کوئی اور نہیں عنایہ تھی۔

وہ تیز تیز چلتی اس تک آئی اور عنایہ کو بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئی عنایہ اس اچانک حملے کے لیے تیار نہیں تھی وہ ہڑبڑا گئی۔ شاویز انہیں جاتا دیکھ کر محفوظ انداز میں مسکرا دیا۔

"یہ تو کرنا کیا چاہتا ہے وہ اس کی بچپن کی دوست ہے"

اس کے دوست نے تنبیہ کی

"وہ اس کی بچپن کی دوست ہے اسی لیے تو اسے چنا ہے۔"

وہ "اسے" پر زور دے کر بولتا شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجائے پر اسرار لگ رہا تھا اس کا

دوست نا سمجھی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

وہ جانتا تھا جب تک وہ اپنا پلان مکمل نہیں کر لیتا کسی کو کچھ نہیں بتائے گا۔

باہر گراؤنڈ میں پہنچ کر اس نے ایک جھٹکے سے عنایہ کا بازو چھوڑا۔

"کیا کر رہی تھی تم اس کے پاس؟"

"وہ میں۔۔۔۔ میں وہاں سے گزر رہی تھی"

وہ اپنا بازو سہلا رہی تھی

”اچھا؟؟ گزر رہی تھی؟؟؟یا وہاں کھڑے ہو کر مسکرا مسکرا کے باتیں کر رہی تھی؟؟“

”وہ وہاں سے گزر رہی تھی میں۔۔۔۔ تو اس نے روک۔۔روک لیا تھا۔“

”عنایہ مجھے سیدھے سیدھے پوری بات بتاؤ پہیلیاں نہ بجھواؤ“

”وہ معافی مانگ رہا تھا۔۔۔۔۔ہاں وہ معافی مانگ رہا تھا“

تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو؟؟؟ تم جب بھی کچھ چھپاتی ہو ایسے ہی رک رک کر بغیر نظریں ملائے بات کرتی ہو“

www.novelsclubb.com

”ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ معافی مانگ رہا تھا بس“

”دور رہو اس سے تمہاری ہی بھلائی ہے اس میں۔۔۔۔۔ تم جانتی ہو وہ ٹھیک انسان نہیں ہے“

”ہممممم۔۔۔چلو کینٹین چلیں“

عنایہ بات بدل گئی

"ہاں چلو میں نے بھی صبح سے کچھ نہیں کھایا"

وہ دونوں کینٹین میں جیسے کہ داخل ہوئیں سدرہ انہیں مل گئی۔ سدرہ ان کی کلاس فیلو تھی۔

"نور کہاں غائب ہو تم اتنے دنوں سے؟ یونیورسٹی کیوں نہیں آرہی؟"

وہ نور سے گلے ملتے ہی شروع ہو گئی وہ عنایہ سے نہیں ملی تھی یہ بات نور نے محسوس کی لیکن پھر یہ سوچ کر چپ کر گئی کہ شاید وہ پہلے مل چکی ہو۔

کہیں نہیں یار بس ایگزامز کی تیاری میں مصروف ہیں۔ یہاں آ کے ٹائم ویسٹ ہوتا ہے تو"

"سوچا گھر میں سکون سے تیاری ہو جائے گی

آہاں۔۔۔۔۔۔ مجھے لگا تمہاری اور عنایہ کی لڑائی ہو گئی ہے اس لیے تم نہیں آرہی۔۔۔۔ ورنہ"

"عنایہ یونی آئے اور تم نہ آؤ ایسا کیسے ہو سکتا ہے

سدرہ کی بات پہ عنایہ نے بے اختیار پہلو بدلا جبکہ نور کو ایک دھچکا لگا۔

عنایہ یونی؟؟؟" اس نے ایسے پوچھا جیسے شاید کچھ غلط سن لیا ہو"

ہاں کیوں تمہیں نہیں پتا؟؟؟"اب کی بار حیران ہونے کی باری سدرہ کی تھی۔"

"عنایہ تم نے بتایا نہیں نور کو کہ آجکل تمہارے گرینڈ سرکل میں شاویز کا بھی اضافہ ہو گیا ہے"

نور کو لگا وہ اپنے پاؤں پہ مزید کھڑی نہیں ہو سکے گی اس نے بے یقینی سے عنایہ کو دیکھا

"سدرہ جاؤ یار یہاں سے۔۔۔۔۔نور ادھر آؤ تم میں تمہیں سب بتاتی ہوں"

عنایہ سدرہ کو گھورتی نور کو لے کر آگے بڑھی پیچھے سدرہ کندھے اچکاتے کینٹین سے نکل گئی

اور کیا رہ گیا ہے بتانے کو عنایہ؟؟؟؟تم یونیورسٹی آتی رہی۔۔۔مجھ سے جھوٹ بولتی رہی"

"۔۔۔۔اور اس شاویز سے دوستی؟؟؟؟؟

وہ بے یقینی سے خواب کی سی کیفیت میں بول رہی تھی

"تم۔۔۔۔۔تم تو میری دوست تھی نا۔۔۔۔تو تمہارے سے ریلیٹیڈ باتیں مجھے باہر سے کیوں پتا چل رہی ہیں؟؟؟عنایہ کیوں جھوٹ بولا تم نے مجھ سے؟؟؟عنایہ بولو کہ یہ سب جو سدرہ نے بولا وہ غلط ہے"

وہ ایک آس سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی

"نور میں یونیورسٹی کام سے آئی تھی صرف ایک دو بار بس۔۔۔۔اور شاویز کا بتایا تو ہے میں نے تمہیں کہ وہ معافی مانگ رہا تھا"

www.novelsclubb.com

"معافی مانگ رہا تھا تو کیا اسے اپنا دوست بنا لو گی؟؟؟"

وہ ایک دم سے چلائی آس پاس بیٹھے سٹوڈنٹس نے انہیں دیکھا

"تم نور کیا کر رہی ہو سب دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ میرا شاویز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔۔

میری دوست ہو۔۔۔اچھا ایم سوری۔۔۔۔۔ کان پکڑوں اب؟؟؟"

"نہیں ضرورت نہیں ہے اس کی۔۔۔۔۔ میں جا رہی ہوں گھر"

تم مجھ سے ناراض ہو کر نہیں جا سکتی" عنایہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک دیا"

میں ناراض نہیں ہوں عنایہ۔۔۔۔۔۔ مجھے وقت لگے گا خود کو سمجھانے میں۔۔۔۔۔ ہر بات"

"مجھ سے شئیر کرنے والی میری واحد دوست نے مجھ سے باتیں چھپائی ہیں

"میں اگر تمہیں۔شاویز کا بتاتی تم غصہ کرتی اسی لیے نہیں بتایا تھا پلیز سوری نااا۔۔۔۔۔۔"

"اوکے۔۔۔۔ ٹھیک ہے مجھے دیر ہو رہی ہے میں نکلتی ہوں"

وہ وہاں سے نکل گئی اور عنایہ سدرہ کو کوستی ہوئی اسے ڈھونڈنے نکل کھڑی ہوئی۔

....

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: